سوال

(73) حالت حیض میں طلاق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مقتیان دین متین حفظھم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ایک ماہ کے وقفے سے تین طلاقیں دیں بعد میں اسے پتہ چلا کہ طلاق اول چونکہ ایام حیض میں دی گئی تھی واقع نہیں ہوئی اور وہ رجوع کا حق مع طلاق ثالث.بجا طور پر رکھتا ہے اور اس رجوع میں نکاح جدید کی ضرورت ہے یا نہیں تیسری طلاق 5-1-2002 کو دی تھی مستفتی کو یہ سارا مسئلہ عدم علم شرعی کی وجہ سے پیش آیا تھا۔ بینوا توجروا۔ (محمد رفیق مغل ڈھوک الٰہی بخش عمر روڈ دکان آر ایم ٹیلر نزد پیر اڈائز جنرل سٹور راولپنڈی

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کتاب و سنت کی نصوص صحیحہ صریحہ کی رو سے حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور جمہور ائمہ محدثین رحمھم اللہ اجمعین کا یہی قول ہے اس کے دلائل درج ذیل ہیں :

(1) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دی اور وہ حالت حیض میں تھی عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا " مُرہ فلیراجعھا " اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے اس حالت میں رکھے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر حائضہ ہو پھر پاک ہو جائے پھر اگر چاہے تو اس کے بعد روک لے اور اگر چاہے تو طلاق دے دے چھونے سے پہلے یہ وہ عدت ہے جس میں اللہ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

(صحیح البخاری (5251) صحیح مسلم، موطا، مسند شافعی (1630) ابوداؤد (2179،218) ابن ماجہ (2019) نسائی، دارمی، ابن الجارود (734) دار قطنی، بیہقی 7/323،324) مسند طیالسی (1853) مسند احمد 102،64،54،2/6،124، مسند عمر لابن النجاد قلمی 118/1،120/2)

جمہور محدثین فقہاء کے ہاں محل استدلال اس حدیث میں " فلیراجعھا " کے الفاظ ہیں کہ آپ نے رجوع کا حکم دیا اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجوع نہ ہوتا بعض لوگوں نے یہاں رجوع کا لغوی معنی مراد لیا ہے کہ اسے پہلی حالت میں لوٹائے نہ کہ اس کی طلاق شمار کی جائے یہ بات دو لحاظ سے غلط ہے۔

1۔ لفظ کو شرعی حقیقت پر محمول کرنا اسے لغوی حقیقت پر محمول کرنے پر مقدم ہے جیسا کہ اصول فقہ کی کتب میں مرقوم ہے۔

2۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنھوں نے طلاق دی تھی انہوں نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ یہ طلاق شمار کی گئی ہے لہذا اسے لغوی معنیٰ پر محمول کرنا بلا دلیل درست نہیں ہے۔

(2)۔ امام ابوداؤد اور الطیالسی رحمة اللہ علیہ نے ابن ابی الذئب از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ :

"انہ طلق امرأتہ وہی حائض فاتی عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فجعلہا واحدۃ"

"ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دی اور وہ حائضہ تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ سارا معاملہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک طلاق قرار دیا۔

(مسند طیالسی (68) دار قطنی (3867) بیہقی 7/326، مسند ابن وھب بحوالہ فتح الباری 9/353)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"ہذا نص فی موضع الخلاف فیجب المصیر الیہ"

"یہ حدیث حائضہ عورت کی طلاق کے وقوع میں جو اختلاف ہے اس پر نص ہے اس کی طرف لوٹنا واجب ہے۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جب عورت کو حالت حیض میں طلاق دی جائے تو وہ ایک طلاق شمار ہوتی ہے اور یہ صحیح حدیث اس طلاق کے وقوع پر نص کی حیثیت رکھتی ہے۔

(3) امام نسائی نے کثیر بن عبید از محمد بن حرب از زبیدی روایت کیا ہے کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ عورت کو طلاق کس طرح دی جاتی ہے؟ تو انہوں نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهِيَ حَائِضٌ. فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي ذَلِكَ فَقَالَ "لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً وَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ". قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا"

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی اور وہ حالت حیض میں تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آگئے آپ نے فرمایا وہ اس سے رجوع کرے پھر اس کو روکے رکھے یہاں تک کہ اسے ایک ماہواری آجائے اور وہ پاک صاف ہو جائے پھر اگر اس کے لیے ظاہر ہو کہ وہ اسے طلاق دینا چاہتا ہے تو طہارت کی حالت میں جماع سے پہلے طلاق دے یہ وہ طلاق ہے جو عدت کے لیے ہے جیسے اللہ عزوجل نے وحی نازل کی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور جو طلاق میں نے اسے دی تھی وہ شمار کی۔"

(سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب وقت الطلاق للعدۃ التی امر اللہ عزوجل ان یطلق لھا النساء (3391)

اور اس حدیث کے دیگر طرق میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"وکان عبداللہ طلقھا تطلیقۃ فحسبت من طلاقھا وراجعھا عبداللہ کما أمرہ"

"عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو ایک طلاق دی وہ اس کی طلاق شمار کی گئی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کر لیا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا۔"

(مسند احمد 10/289 (6141) بیہقی 7/324 دار قطنی (3851) مسلم (4/1471) المسند المستخرج لابی نعیم 4/149) یہ صحیح حدیث واضح کرتی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طلاق شمار کی گئی تھی۔

(4) یونس بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

سُئلتُ لِابنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امرَأَتَہُ وَہِیَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعرِفُ ابنَ عُمَرَ اِنَّ ابنَ عُمَرَ طَلَّقَ امرَأَتَہُ وَہِیَ حَائِضٌ فَأَتَی عُمَرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہُ فَأَمَرَہُ أَن یُرَاجِعَہَا فَإِذَا طَہُرَت فَأَرَادَ أَن یُطَلِّقَہَا فَلیُطَلِّقہَا قُلتُ فَہَل عَدَّ ذٰلِکَ طَلَاقًا قَالَ أَرَأَیتَ اِن عَجَزَ وَاستَحمَقَ"

"میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی جب وہ حائضہ تھی (اس کا کیا حکم ہے) اس پر انہوں نے کہا تم ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی جب وہ حالت حیض میں تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ بات ذکر کی آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر جب وہ حیض سے پاک ہو جائے اس وقت اگر ابن عمر طلاق دینا چاہے تو اسے طلاق دے دے۔ میں نے کہا کیا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق شمار کیا؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ مجھے بتائیں اگر کوئی عاجز ہو اور حماقت کا ثبوت دے تو اس کی عاجزی اور حماقت کی وجہ سے وہ فرض ساقط ہو گا؟ ہر گز نہیں مطلب یہ کہ اس کا طلاق کا شمار ہو گا۔

(صحیح البخاری (5257،5333) صحیح مسلم 10-6/1471، مسند احمد 9/67(5025) سنن سعید بن منصور (1549) ابوداؤد (2184) ترمذی (1175) نسائی (3399،3400) ابن ماجہ (2022) المسند المستخرج لابی نعیم 4/150-151 طحاوی 3/52 دار قطنی (3861) بیہقی 7/325)

یونس بن جبیر کہتے ہیں: میں نے ابن عمر سے کہا:

"افتحتسب بہا؟ فقال ما یمنعہ"

"کیا تم نے اسے طلاق شمار کیا تو انہوں نے کہا اس سے کون سی چیز مانع ہے؟" (مسلم 10/1471، بیہقی 7/326)

(5) انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"سمعت ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: طلق ابن عمر امرأتہ وہی حائض، فذکر ذلک عمر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: لیراجعہا۔ قلت: تحتسب؟ قال: فمہ"

"میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی وہ حالت حیض میں تھی عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اس سے رجوع کرے۔ میں نے کہا کیا یہ طلاق سمجھی جائے گی؟ تو انہوں نے کہا کہ چپ رہ پھر کیا سمجھی جائے گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلک الطلاق (5252) صحیح مسلم 12-11/1471) ابن الجارود (735) طحاوی 3/52 دار قطنی (3848) بیہقی 7/326، مسند احمد 9/317(5434)(5489)

صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

"قُلتُ: فَاعتَدَدتَ بِتِلکَ التَّطلِیقَۃِ الَّتِی طَلَّقتَ وَہِیَ حَائِضٌ، قَالَ: مَالِی لَا أَعتَدُّ بِہَا وَإِن کُنتُ عَجَزتُ وَاستَحمَقتُ" فقال عمر یا رسول اللہ افتحتسب تلک التطلیقۃ؟ قال نعم"

انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے کہا کیا تم اسے جو حالت حیض میں طلاق دی تھی شمار کی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اسے شمار نہ کروں؟ اگر میں عاجز آ جاؤں اور حماقت کا ثبوت دوں تو کیا یہ فریضہ لاگو نہ ہو گا۔

سنن دار قطنی اور بیہقی کی روایت میں کہ:

"فقال عمر یا رسول اللہ افتحتسب تلک التطلیقۃ؟ قال نعم"

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : اے اللہ کے رسول کیا آپ یہ طلاق شمار کریں گے آپ نے فرمایا : ہاں۔

(6) سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ : "حسبت علی بتطلیقۃ" مجھ پر وہ طلاق شمار کی گئی۔

(صحیح البخاری (5253) تغلیق التعلیق 4/434، المسند المستخرج لابی نعیم 9/352، ارواء الغلیل للشیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ 7/128)

(7) امام عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

"طلق ابن عمر امرأته وهی حائض واحدة فانطلق عمر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأخبره اذا طهرت ان یراجعها ثم یستقبل الطلاق فی عدتها ثم تحتسب بالتطلیقة التی طلق اول مرة"

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو دوران حیض ایک طلاق دی عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دی آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ رجوع کر لے جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو اس کی عدت کی ابتداء میں اسے طلاق دے دے پھر جو پہلی طلاق دی تھی اسے شمار کر لے۔ (بیہقی 7/326 واللفظ لہ دار قطنی (3873)

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ :

"ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات علی شرط الشیخین "

یہ سند صحیح ہے اس کے رجال بخاری و مسلم کی شرط پر ثقہ و قابل اعتماد ہیں۔ (ارواء الغلیل 7/131)

(8) امام دار قطنی نے ابو بکر از عیاش بن محمد از ابو عاصم از ابن جریج از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے :

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "ہی واحدۃ""

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے۔ (دار قطنی : 3870)

اس کے تمام راوی ثقہ ہیں صرف ابن جریج کی تدلیس کا خدشہ ہے کیونکہ انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔

(9) اسی طرح امام دار قطنی نے ابو بکر از محمد بن علی السرخسی از علی بن عاصم از خالد و هشام از محمد از جابر الحذاء روایت کی ہے کہ :

"قلت لابن عمر رجل طلق حائضا؟ أتعرف ابن عمر؟ فإنه طلق حائضا فسأل عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال "قل لہ لیراجعها فاذا حاضت ثم طهرت فان شاء طلق وإن شاء امسک قلت : اعتددت بتلک التطلیقة, قال : نعم""

"میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ایک آدمی نے دوران حیض عورت کو طلاق دے دی اس کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے کہا کیا تم ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو اس نے بھی اپنی اہلیہ کو دوران حیض طلاق دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے فرمایا : اسے کہو کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر جب وہ حیض سے پاک صاف ہو جائے تو چاہے تو طلاق دے ڈالے چاہے تو رکھ لے میں نے کیا کہا تم نے یہ طلاق شمار کی تھی تو انہوں نے کہا ہاں۔" (دار قطنی : 3871)

تنبیہ

(1) اصل دار قطنی میں خالد الحذاء راوی ہے جب کہ شیخ البانی فرماتے ہیں یہ جابر الحذاء ہے اور یہ تصحیح ثقات لابن حسان اور الانساب للسمعانی سے کی گئی ہے اور یہ اس سند کے علاوہ

معروف نہیں۔

(2)اس کی سند میں علی بن عاصم الواسطی ہے جسے کئی ایک ائمہ محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(الکاشف للذہبی وغیرہ)

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے غلام نافع بیٹے سالم، یونس بن جبیر، انس بن سیرین، سعید بن جبیر، عامر شعبی اور بروایت ضعیفہ جابر الحذاء رحمھم اللہ اجمعین نے دوران حیض دی گئی طلاق کو شمار کرنا بیان کیا ہے بلکہ بطریق نافع اور عامر شعبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات مرفوعا پہنچتی ہے کہ آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس طلاق کو شمار کیا اور ایک طلاق قرار دیا اس صحیح وصریح نص کے مقابلے میں کوئی بھی ایسی صحیح حدیث نہیں جو اس کا معارضہ کرسکے لہذا یہی موقف قوی اور دلائل صحیحہ صریحہ کے اعتبار سے درست ہے اب ذیل میں حیض کی طلاق کو شمار نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر1

ابوداؤد نے احمد بن صالح از عبدالرزاق از ابن جریج از ابوالزبیر روایت بیان کی ہے کہ عبدالرحمن بن ایمن مولیٰ عروہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کر رہے تھے اور ابوالزبیر سن رہے تھے انہوں نے کہا "جو آدمی حالت حیض میں عورت کو طلاق دے دیتا ہے اس کے متعلق آپ کیا سمجھتے ہیں؟کہنے لگے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اپنی اہلیہ کو دوران حیض طلاق دے دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دوران حیض اہلیہ کو طلاق دے دی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"فردھا علی ولم یرھا شیئا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عورت کو مجھ پر لوٹا دیا اور اس طلاق کو درست نہ سمجھا۔

اور فرمایا: جب عورت حیض سے پاک ہوجائے پھر طلاق دے یا روک رکھے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کی "اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو توان کی عدت کی ابتداء میں طلاق دو۔"

(ابوداؤد (2185) المسند المستخرج (3471) 4/152 بیہقی 7/327 مسند الشافعی 34'2/33، مسند احمد 9/370 (5524) عبدالرزاق (11003) 6/309) علاوہ ازیں یہی حدیث صحیح مسلم 14/1471، سنن النسائی (3392) تفسیر النسائی (621) 2/441، مختصر المنتقی لابن الجارود (733) شرح السنہ 9/203(2352) طحاوی 3/51 میں بھی موجود ہے لیکن ان کتب میں "ولم یرھا شیئا" کے الفاظ نہیں ہیں۔

وضاحت

(1) یہ روایت اس بات میں صریح نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طلاق کو شمار کیا جب کہ اوپر ذکر کردہ احادیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک طلاق شمار کیا۔

(2) خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے ایام حیض میں طلاق دی تھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ طلاق شمار کی گئی اور ثقات ائمہ محدثین نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات نقل کی ہے۔

(3) امام ابوداؤد اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث یونس بن جبیر، انس بن سیرین، سعید بن جبیر، زید بن اسلم، ابوالزبیر اور منصور عن ابی وائل نے روایت کی ہے۔

سب کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ حالت طہر میں آجائے۔ پھر اگر چاہے تو طلاق دے دے اور اگر چاہے تو روک لے۔

"والاحادیث کلھا علی خلاف ما قال ابوالزبیر"

یہ تمام احادیث ابوالزبیر کے قول کے خلاف ہیں۔

(4) امام ابن عبدالبر، امام خطابی اور امام شافعی رحمھم اللہ نے "لم یرھا شیئا" کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اسے کوئی مستقیم چیز نہیں سمجھا اس لیے کہ یہ سنت کے مطابق واقع نہیں ہوئی۔ اسے درست کام نہیں سمجھا بلکہ ایسے آدمی کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس پر قائم نہ رہے بلکہ اپنی اہلیہ سے رجوع کرلے بلکہ یہ اسی طرح ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کام میں غلطی اور خطا کا مرتکب ہو تو اسے کہا جائے: "لم یصنع شیئا" اس نے کچھ نہیں کیا یعنی اس نے درست کام نہیں کیا۔

(فتح الباری 9/354 تعلیق علی مسند احمد 372،9/371)

لہذا یہ حائضہ کی طلاق کے وقوع میں صریح نص نہیں ہے۔

(5) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری 9/354 میں لکھا ہے کہ "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جو یہ فرمان ہے کہ "انما حسبت علی بتطلیقۃ" کہ طلاق مجھ پر شمار کی گئی اگرچہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مرفوع کی گئی ہے لیکن یہ بات مسلم ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ طلاق شمار کی گئی ہے۔

تو ان کا یہ قول "لم یرھا شیئا" کے ساتھ اس معنی میں کیسے جمع ہو سکتا ہے جو فریق مخالف نے لیا ہے کہ طلاق شمار نہیں ہوتی اس لیے کہ "لم یرھا شیئا" میں ضمیر اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹائی جائے (کہ آپ نے اس طلاق کو شمار نہیں کیا) تو یہ بات لازم آئے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بالخصوص اس قصہ میں جو حکم دیا تھا انہوں نے آپ کی مخالفت کی اس لیے کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ طلاق شمار کی گئی اور اس طلاق کا شمار کیا جانا "لم یرھا شیئا" کے خلاف ہے اور یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی جبکہ انہوں نے اور ان کے باپ عمر رضی اللہ عنہ نے اہتمام کے ساتھ اس مسئلہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تاکہ وہ آپ کے حکم کے مطابق عمل کرگزریں اور اگر "لم یرھا شیئا" میں ضمیر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹائی جائے (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس طلاق کو کچھ نہ سمجھا) تو اس ایک ہی قصہ میں تناقض لازم آئے گا لہذا ترجیح کی حاجت پڑے گی اور بلاشک وشبہ وہ بات جسے اکثر اور احفظ راویوں نے بیان کیا ہے جمع کے متعذر ہونے کی صورت میں لینا جمہور کے ہاں زیادہ اولی و بہتر ہے انتہی۔

بعض لوگوں نے یہاں قیاس سے کام لیا ہے جیسا کہ ابن قیم وغیرہ ہیں لیکن نص کے مقابلے میں قیاس فاسد الاعتبار ہے ملاحظہ ہو (فتح الباری 9/355)

(6) اصول ترجیح میں جس طرح اوثق واحفظ راویوں کی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے اسی طرح مثبت کو نافی پر بھی ترجیح ہوتی ہے ابوالزبیر کی روایت میں بقول فریق مخالف نفی ہے جبکہ نافع، سالم، یونس بن جبیر، انس بن سیرین اور شعبی کی روایات میں اثبات ہے لہذا ان ثقات رواۃ کی روایت راجح ہوگی۔

(7) اسی طرح ابوالزبیر کی روایت میں احتمال ہے اور ثقات کی روایت میں تصریح ہے۔ تصریح والی روایت راجح ہوگی۔

اعتراض :

ابوالزبیر اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ ابوالزبیر کی متابعات موجود ہیں۔

پہلی متابعت :

جیسا کہ سنن سعید بن منصور (1552) بطریق عبداللہ بن مالک عن ابن عمر مروی ہے کہ :

انہ طلق امرأتہ وہی حائض فانطلق عمر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال : إن عبداللہ طلق امرأتہ وہی حائض فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لیس ذلک بشیء "

انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی ہے اور وہ حالت حیض میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ کوئی چیز نہیں۔

جواب :

(1) اس کی سند میں حدیج بن معاویہ ہیں جس کے بارے یحییٰ بن معین فرماتے ہیں : "لیس بشیء" یہ محض ہیچ ہے امام بخاری فرماتے ہیں : " یتکلمون فی بعض حدیثہ "محدثین اس کی بعض روایات میں کلام کرتے ہیں۔ امام نسائی نے کہا : ضعیف ہے ابن سعد کہتے ہیں "کان ضعیفا فی الحدیث " یہ حدیث میں ضعیف ہے۔ امام ابوداؤد نے کہا زھیر رحمۃ اللہ علیہ حدیج کو پسند نہیں کرتے تھے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں : " غلب علیہ الوہم " اس پر وھم غالب ہے۔ امام بزار نے کہا " سیء الحفظ " یعنی اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ (تھذیب 454'1/453)

اسی طرح ابوزرعہ رازی، اور ابن ماکولا نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(تحریر تقریب التھذیب 1/256)

اس کے برعکس اسے امام احمد اور ابو حاتم نے خیر و بھلائی پر قرار دیا ہے ابو حاتم کا کہنا ہے کہ :

"محلہ الصدق فی بعض حدیثہ وہم یکتب حدیثہ "

اس کا مقام صدوق ہے اس کی بعض روایتوں میں وھم ہے اور اس کی حدیث لکھی جائے گی یعنی متابعت میں اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حدیج بن معاویہ جمہور محدثین کے ہاں ضعیف ہے اور سوء حفظ کا مریض تھا اور کم روایات بیان کرنے کے باوجود کثیر الوھم بھی تھا اور کثیر الوھم جرح مفسر ہے۔

اس روایت میں حدیج بن معاویہ کے استاد ابو اسحاق السبیعی ہیں اور یہ مدلس راوی ہیں اور روایت عن عن کے ساتھ بیان کرتے ہیں انہوں نے اپنے استاد سے یہ روایت سننے کی صراحت نہیں کی اور مدلس کے بارے محدثین کا قاعدہ یہ کہ :

"من ثبت عنہ التدلیس اذا کان عدلا ان لایقبل منہ إلا ما صرح فیہ بالتحدیث " (شرح نخبۃ الفکر ص 72 ط، بیروت)

جب عادل راوی سے تدلیس ثابت ہو جائے تو اس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں اس نے تصریح بالسماع کی ہوگی۔ لہذا ان کی روایت معنعن ہونے کی وجہ سے مردود ہوگی۔

(3) ابواسحاق السبیعی عمرو بن عبداللہ آخر عمر میں مختلط ہوگئے تھے۔

(نہایۃ الاغتباط ص 273 تا 279)

اور یہ بات ثابت نہیں کہ حدیج بن معاویہ نے ان سے اختلاط سے پہلا سنا ہو اختلاط والے راوی کے بارے میں اصول حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ جو اس نے اختلاط سے قبل روایت بیان کی ہو وہ قبول کی جائے گی اور جو حالت اختلاط میں بیان کی ہو یا جس کے بارے معلوم نہ ہو کہ اس نے اختلاط سے پہلے بیان کی ہے یا بعد میں وہ قبول نہیں ہوگی۔

(نہایۃ الاغتباط بمن روی من الرواۃ بالاختلاط ص 34)

(4) اسی طرح ابواسحاق کے استاذ عبداللہ بن مالک الھمدانی کے حالات نامعلوم ہیں لہذا یہ روایت ان علل اربعہ کی وجہ سے ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔

نوٹ :

مکتبہ قدوسیہ کی مطبوعہ شرح صحیح بخاری 7/30 میں ابن مالک کی جگہ ابن مبارک غلطی سے چھپ گیا ہے۔

(5) یہ روایت دوران حیض دی گئی طلاق کے عدم وقوع کے بارے میں صریح نہیں بلکہ اس روایت کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے "لیس ذلک بشیء صواب" یعنی یہ طلاق کوئی درست چیز نہیں خلاف سنت ہے اس سے رجوع کر لینا چاہیے اور عورت جب حیض سے پاک ہو جائے تو اس طہر میں طلاق دے جس میں مجامعت نہ کی ہو۔ (دیکھیں بیہقی 7/327)

دوسری دلیل :

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"وأما دعوی أبي داود أن الأحادیث کلھا علی خلاف ما قال أبو الزبیر فیردہ طریق سعید بن جبیر التي قبلہ فإنہ موافق لروایۃ أبي الزبیر ہذہ فإنہ قال : فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک علی حتی طلقتھا وھی طاھر" (ارواء الغلیل 7/129'130)

امام ابوداوٗد کا جو دعویٰ ہے کہ تمام احادیث ابوالزبیر کے قول کے خلاف ہیں : ابوداوٗد کے اس دعویٰ کو سعید بن جبیر کے طریق سے مروی روایت رد کرتی ہے وہ ابوالزبیر کی روایت کے موافق ہے اس میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : " نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر اسے لوٹا دیا یہاں تک کہ میں نے اسے طلاق دی وہ حالت طہر میں تھی۔

ج : شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی جس روایت کو ابوالزبیر کی روایت کا قوی شاھد ذکر کیا ہے وہ ابوالزبیر کی روایت کی موافقت نہیں کرتی اور نہ ہی اس سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق کا وقوع نہیں ہوتا بلکہ دوران حیض دی گئی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں یہ روایت خاموش ہے جب کہ صحیح البخاری میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح ہے کہ " حسبت علی بتطلیقۃ " یہ طلاق مجھ پر شمار کی گئی۔ یہ روایت نص صریح ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے قطعی فیصلہ ہے کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق شمار ہوتی ہے لہذا شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا سعید بن جبیر کی مجمل روایت کو ابی الزبیر کی روایت کا قوی شاھد قرار دینا درست نہیں اور ان کا یہ وہم ہے کہ وہ اکیلے اس مسئلہ میں مصیب ہیں۔ بات وہی درست ہے جو امام ابوداوٗد نے کہی ہے اور امام ابن عبدالبر، امام خطابی، امام شافعی وغیرھم نے جو مفہوم بیان کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حائضہ کی طلاق کے وقوع میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ہم نوا ہیں انہوں نے اپنی

صحیح میں یوں باب باندھا ہے :

"باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلک الطلاق"

جب حائضہ کو طلاق دے دی جائے تو وہ طلاق شمار کی جائے گی۔

تیسری دلیل :

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے یونس بن عبیداللہ از احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم از احمد بن خالد از محمد بن عبدالسلام الخشنی از محمد بن بشار از عبدالوھاب بن عبدالمجید الثقفی از عبیداللہ بن عمر از نافع مولی ابن عمر از ابن عمر روایت کی ہے۔

"أنہ قال فی الرجل یطلق امرأتہ وھی حائض قال ابن عمر لا یعتد لذلک" (المحلیٰ لابن حزم 10/163)

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے متعلق کہا جو اپنی عورت کو دوران حیض طلاق دے دے : وہ اس کے لیے شمار نہ کرے۔

ج : یہ روایت فریق مخالف کے لیے دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول "لا یعتد لذلک" کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دوران حیض دی گئی طلاق کو شمار نہ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس حیض میں طلاق دے چکا ہے اس حیض کو عدت میں شمار نہ کرے اور قاعدہ ہے کہ "ان الحدیث یفسر بعضہ بعضا" ایک حدیث دوسری کی تفسیر کرتی ہے امام ابن ابی شیبہ نے یہی روایت عبدالوھاب الثقفی از عبیداللہ بن عمر از نافع از ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کی ہے کہ "جو آدمی اپنی اہلیہ کو دوران حیض طلاق دے دے" "لا تعتد بتلک الحیضۃ" کہ اس حیض کو عدت میں شمار نہ کیا جائے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، باب 4 ماقالوا فی الرجل یطلق امراتہ وھی حائض 4/6 بتحقیق الاستاذ سعید اللحام)

اسی طرح امام ابو سعید ابن الاعرابی نے کتاب المعجم (1751) میں عباس الدوری از یحییٰ بن معین از عبدالوھاب الثقفی از عبیداللہ از نافع از ابن عمر روایت کی ہے کہ "اِذا طلقھا وھی حائض لم تعتد بتلک الحیضۃ" جب آدمی عورت کو دوران حیض طلاق دے تو اس حیض کو عدت میں شمار نہ کرے۔ عبدالوھاب الثقفی کے طریق سے مروی یہ روایات اس بات کی توضیح کر دیتی ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہی ہے کہ اس حیض کو عدت میں شمار نہ کرے یہ مطلب نہیں کہ وہ طلاق ہی شمار نہ کرے نیز اسی حدیث کے راوی عبیداللہ کا قول ہے :

"وکان تطلیقۃ ایاھا فی الحیض واحدۃ غیر أنہ خالف السنۃ"

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حالت حیض میں دی ہوئی ایک طلاق تھی مگر انہوں نے سنت کے خلاف دی تھی۔

چوتھی دلیل :

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ دوران حیض طلاق کے عدم وقوع کے قائل ہیں وہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے دلیل لیتے ہیں کہ :

"اذا طلق الرجل امرأتہ وھی حائض لم یعتد بھا فی قول ابن عمر"

جب آدمی اپنی اہلیہ کو طلاق دے اور وہ حالت حیض میں ہو تو ابن عمر کے قول کے مطابق اسے شمار نہ کیا جائے۔

ج: امام ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جس کی طرف فریق مخالف گیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عدت میں عورت اس حیض کو شمار نہ کرے اور یہ بات امام شعبی سے منصوص ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی اور اس حیض کو عدت میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ (ملاحظہ ہو التمہید لابن عبدالبر 5/66 فتح الباری 9/354)

دوران حیض طلاق کے عدم وقوع کے قائلین کے دلائل کا تجزیہ آپ نے دیکھ لیا ہے ان حضرات کے پاس کوئی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ دوران حیض طلاق واقع نہیں ہوتی جب کہ جمہور ائمہ محدثین رحمھم اللہ کے ہاں دلائل کثیرہ موجود ہیں جو اس باب میں صریح نص کی حیثیت رکھتے ہیں لہذا دوران حیض دی گئی طلاق کا وقوع ہوتا ہے اور یہی مذہب صحیح اور قوی ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد3۔کتاب الطلاق-صفحہ365

محدث فتویٰ